السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کہانت کا شرعی حکم اور ان کاہنوں کے پاس جانا کیسا ہے۔۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

الکہانۃ بروزن فعالۃ، تکھن سے ماخوذ ہے۔ اور لغت میں اس اٹکل پچو اور اندازے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ان کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ دور جاہلیت میں کچھ لوگوں کا یہ فن اور کسب تھا۔ شیطانوں کا ان لوگوں سے رابطہ ہوتا تھا۔ شیطان آسمان سے کوئی کلمہ چوری چھپے سن لیتے تو ان لوگوں کو بتا دیتے اور پھر وہ اس کے ساتھ اور بہت کچھ ملا کر لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ اگر کوئی بات ان کے کہنے کے مطابق ہو جاتی تو لوگ ان کے بھرے میں آ جاتے اور اپنے معاملات میں ان کو حکم اور قاضی بنا لیتے تھے اور مستقبل کے امور میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اسی وجہ سے کاہن کی تعریف ہم یہ کرتے ہیں کہ ''وہ شخص جو مستقبل میں ہونے والے غیب کی خبریں بتائے۔'' [1]

اور کاہن کے پاس آنے والے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

1۔ کوئی شخص کاہن کے پاس جائے اور اس سے کچھ سوال بھی کرے، بغیر اس کے کہ اس کی کسی طرح کوئی تصدیق کرے۔ یہ ناجائز اور حرام ہے، اور ایسا کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔ جیسے کہ صحیح مسلم میں آیا ہے: من آتی عرافا فسالہ لم تقبل لہ، صلاۃ اربعین یوما او اربعین لیلۃ" (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ۔۔۔ حدیث: 4430) جو شخص کسی عراف (غیب کی باتیں بنانے والے) کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا تو اس کی چالیس دن یا چالیس رات کی نمازیں قبول نہیں کی جاتی ہیں۔''

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کاہن کے پاس آئے، اس سے سوال کرے اور اس کی تصدیق بھی کرے، تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس نے اس کے دعویٰ علم غیب کی تصدیق کی ہے اور کسی انسان کی اس طرح سے تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تکذیب ہے:

قُل لا يَعلَمُ مَن فِى السَّمٰوٰتِ وَالأَرضِ الغَيبَ إِلَّا اللَّهُ ... ٦٥ سورة النمل

''کہہ دیجیے کہ زمین و آسمان میں غیب اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ:

(مَن أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ» (مسند احمد بن حنبل: 429/2، حدیث: 9532»

''جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کے کہے کی تصدیق کرے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے کی تکذیب کی۔''

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آدمی لوگوں کو بتانے اور ان کی جہالت اور گمراہی بتانے کے لیے کاہن کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن صیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھنے کے لیے ایک بات اپنے دل میں چھپا لی، آپ نے اس سے پوچھا کہ میرے جی میں کیا ہے؟ تو نے اس کا دُخ ہے (یعنی دُخان، دھواں)۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: ''دفع ہو جا تو اپنی حد سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکے گا۔'' (صحیح بخاري، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات۔۔۔ حدیث: 289۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر ابن صیاد، حدیث: 2930۔) الغرض کاہن کے پاس آنے والے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں، سوائے اس آخری کے کہ اس کا امتحان لینا چاہیے تاکہ لوگوں کو اس کی حقیقت واضح کرے پہلی دو صورتیں ناجائز اور حرام ہیں۔ (محمد بن صالح عثیمین)

---

[1] مترجم عرض کرتا ہے کہ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ کام حرام اور ناجائز ہے بالخصوص جنوں اور شیطانوں کا کسی انسان کے تابع ہونا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ کوئی ان کی مرضی کا حرام کام نہ کرے مثلاً ان کے نام پر ذبح، ان کے نام کی پکار لگانا اور استغاثہ کرنا یا نماز چھوڑ دینا، یا نجاست سے آلودہ رہنا یا نجاست کھانا وغیرہ ہیں جیسے کہ گذشتہ صفحات میں علامہ عبداللہ جبرین حفظہ اللہ کے فتویٰ کے شروع میں بیان ہوا ہے۔ اور یہ سب کفریہ کام ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب